روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | سوموار ۱۸ جمادی الاوّل ۱۴۱۲ھ، ۲۵ نبوت ۱۳۷۰ہش، ۲۵ نومبر ۱۹۹۱ء | نمبر ۲۶۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُعا کے بغیر تدبیریں بے ثمر رہتی ہیں

"ہر شخص کی رُوحانی صحت کو برقرار رکھنے اور اس کی صلاحیتوں کو ترقی دینے کے لئے جتنی بھی آپ تدبیریں کریں. اگر دُعا کا سہارا ساتھ نہ ہو تو وہ تدبیریں بے ثمر رہیں گی۔ اس لئے ہر عہدیدار اور ہر مربّی کو دُعا گو بننا پڑے گا۔ اور رفتہ رفتہ تمام خدام میں دُعا کی لگن پیدا کرنی ہوگی۔" (ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"نفس تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نفس امّارہ ایک لوّامہ اور تیسرا مطمئنّہ۔ پہلی حالت میں تو صمٌّ بکمٌ ہوتا ہے۔ کچھ معلوم اور محسوس نہیں ہوتا کہ کدھر جا رہا ہے۔ امّارہ جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے تو معرفت کی ابتدائی حالت میں لوّامہ کی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور گناہ اور نیکی میں فرق کرنے لگتا ہے۔ گناہ سے نفرت کرتا ہے مگر پُوری قدرت اور طاقت عمل کی نہیں پاتا۔ نیکی اور شیطان سے ایک قسم کا جنگ ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ کبھی یہ غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب ہوتا ہے لیکن رفتہ رفتہ وہ حالت آجاتی ہے کہ یہ مطمئنّہ کے رنگ میں آجاتا ہے اور پھر گناہوں سے نری نفرت ہی نہیں ہوتی بلکہ گناہ کی لڑائی میں یہ فتح پا لیتا ہے اور اُن سے بچتا ہے اور نیکیاں اس سے بلا تکلّف صادر ہونے لگتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۸۱، ۸۲)

ہر رنج و راحت پر صبر کرنے والا کامیاب ہوگا

اقتباس از خطبہ جمعہ حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔

"پس... (صاحب ایمان) کو چاہیئے کہ یکطرفہ تعلق رکھے۔ اور ہر رنج، دکھ، تکلیف اور آرام میں غرض ہر حال خدا تعالیٰ سے راضی ہو۔ بہت... (سے لوگ) جبکہ ان سے کہا جاتا ہے کہ تم نماز روزہ ادا کرو تو کہہ دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہم کو دیا کیا ہے جو اتنی مشقت میں پڑیں۔ حالانکہ وہ احمق نہیں جانتے کہ جس منہ سے وہ یہ جواب دیتے ہیں اور جس دماغ سے سوچتے ہیں وہ بھی خدا ہی کا دیا ہوا تو ہے۔ جب اس قدر احسان اور انعامات ہم پر ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہم اس کی شکر گذاری میں نہ لگ جائیں۔

مولانا رومیؒ نے خاص ایمان والے انسان کے متعلق ایک عجیب قصہ لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک شخص کے پاس لقمان بطور غلام رہتے تھے۔ ان کو ان سے بڑی محبت تھی۔ اور ان سے بڑا تعلق تھا اور جو کچھ وہ کھاتا انہیں بھی شامل کرتا۔ ایک دفعہ بے فصل خربوزہ ان کے پاس آیا تو اس نے اس کی قاشیں کاٹ کر حضرت لقمان کو دیں تو انہوں نے اسے بڑے شوق سے کھایا۔ پھر ایک اور دی اسے بھی بڑے شوق سے کھایا۔ آخر اس شخص کو بھی یہ خیال آیا کہ بڑے ہی مزے کی یہ چیز ہوگی جسے لقمان اتنے مزے اور شوق سے کھاتا ہے جب اس نے خود ایک قاش لے کر منہ میں ڈالی تو وہ نہایت تلخ تھی۔ اس نے کہا لقمان یہ تو بڑی تلخ اور کڑوی ہے تم اسے مزے اور شوق سے کھا رہے ہو۔ تو حضرت لقمان نے جواب میں کہا کہ جس کسے ہاتھ سے ہزاروں دفعہ میٹھی چیزیں کھائی ہیں اگر ایک دفعہ تلخ اور کڑوی کھالی تو کونسا حرج ہو گیا۔ اس شخص کے احسانات حضرت لقمان پر اتنے کیا ہوں گے لیکن انہوں نے اس کی اتنی قدر کی کہ اس کی دی ہوئی تلخ شئے کو بھی میٹھا سمجھ کر کھا لیا۔ پھر خدا تعالیٰ کے اس قدر احسانات کے ہوتے ہوئے جن کا کوئی حساب نہیں... (صاحب ایمان) کو کس ایمان کا نمونہ دکھانا چاہیئے اور اگر کبھی اس کے لئے تکلیف برداشت کرنی پڑے تو کس خوشی سے اس کو قبول کرنا چاہیئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ دسمبر ۱۹۱۵ء)

قائدین کرام توجہ فرمائیں

کیا آپ نے سال ۹۲-۱۹۹۱ء کی تجنید مرکز کو ارسال کر دی ہے؟ اگر نہیں تو فوراً ارسال فرمائیں۔

(مہتمم تجنید مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

درخواست دعا

مکرم مرزا محمد اقبال صاحب مربی سلسلہ نے راولپنڈی سے اطلاع دی ہے کہ دس نومبر کو ان کا کوثر میڈیکل سنٹر میں اپریشن ہوا ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا ہے اور بایاں گردہ جو ناکارہ ہو چکا تھا نکال دیا گیا ہے۔ مکرم مرزا صاحب اب کلینک سے اپنے بھائی کے مکان پر منتقل ہو چکے ہیں انہیں زخم کی جگہ پر درد کی وجہ سے بہت بے چینی رہتی ہے۔ ابھی ٹانکے نہیں کھلے۔

○ محترمہ بیگم صاحبہ مولانا عبدالمالک خاں صاحب کا گذشتہ دنوں آنکھ کا اپریشن ہوا تھا جو بفضل اللہ کامیاب رہا ہے۔

○ مکرم غلام رسول صاحب کارکن الفضل کا فضل عمر ہسپتال میں آپریشن ہوا ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں اُن کی مکمل صحتیابی کے لئے درخواست دُعا ہے۔

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم وسیم احمد صاحب ظفر مربی سلسلہ کو ۱۵ اکتوبر ۹۱ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت "اعجاز احمد" نام عطا فرمایا ہے۔ نومولود وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہے۔

○ مکرم میجر ڈاکٹر ساجد احمد صاحب (جہلم) ابن مکرم صادق محمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ۱۲ اکتوبر ۹۱ء کو پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے روحی احمد نام عطا فرمایا ہے۔

احباب ان کی درازئ عمر اور خادم دین ہونے کے لئے دعا کریں۔

قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں داخلہ

قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں سال ۱۹۹۲ء کے لئے M.Sc/MBA/MPA کلاسز میں داخلے شروع ہو گئے ہیں۔ جو طالبعلم B.com/BA/B.Sc/BBA کی ڈگری رکھتے ہیں یا رزلٹ کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ MSc میں داخلہ لینے کے اہل ہیں۔ داخلہ فارم کے جمع کروانے کی آخری تاریخ ۲۱ دسمبر ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۵ نبوت ۱۳۷۰ ہش ۲۵ نومبر ۱۹۹۱ء

تقویٰ اور عقل

زندگی کے کچھ حقائق تو انسان کو صاف صاف نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دی ہیں کہ ان سے دیکھا جائے اور حقائق کو معلوم کیا جائے۔ اگرچہ آنکھوں سے دیکھنے کے لئے روشنی کی ضرورت ہے۔ اندھیرے میں آنکھیں کام نہیں آتیں۔ لیکن بہرحال آنکھیں بھی ہوں اور روشنی بھی ہو تو حقائق معلوم کر لئے جاتے ہیں۔ لیکن نہ ساری دُنیا کی ساری چیزیں نظر آنے والی ہیں اور نہ وہ دیکھی جاسکتی ہیں۔ بہت سی چیزوں کو صرف محسوس کرنا پڑتا ہے۔ اور محسوس کرنے کے کئی طریقے ہیں ان میں سے جو طریقہ بھی مناسب ہو اسے استعمال کر کے چیز کی حقیقت معلوم کر لی جاتی ہے۔

لیکن کسی چیز کا معلوم کر لینا ہی تو کافی نہیں۔ اس کی حقیقتِ حال سے آگاہ ہونا بھی لازمی ہے ہاں۔ لازمی ہے اس لئے کہ آپ اس سے اپنی استطاعت کے مطابق فائدہ اٹھا سکیں۔ لکڑی کے متعلق اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اسے جلا کر گرمی اور روشنی حاصل کی جاسکتی ہے تو لکڑی کے دیکھ لینے سے کیا فائدہ۔ اصل فائدہ تو حقیقتِ حال کے معلوم ہونے کے بعد ہی اٹھایا جاسکتا ہے۔ یہ بات دُنیاوی اور رُوحانی۔ دونوں قسم کے امور سے تعلق رکھتی ہے۔

روحانی امور کے معلوم کرنے اور ان کی حقیقت حال تک پہنچنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ ہے تقویٰ۔ تقویٰ کا چونکہ دل سے تعلق ہے اور حقیقتِ حال بھی دل ہی کی آنکھوں سے معلوم کی جاسکتی ہے اس لئے تقویٰ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ البتہ یہ بات بھی نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ جسمانی آنکھیں اور دل کی آنکھیں دونوں کھلی رکھنے کی ضرورت ہے۔ دوسرے الفاظ میں تقویٰ اور عقل کی ضرورت ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"تقویٰ اور عقل کا آپس میں بہت ہی گہرا تعلق ہے۔ یہ درست ہے کہ اگر کسی انسان کو عقلی صلاحیتیں ہی عطا نہ ہوئی ہوں تو محض اس کا تقویٰ عقل کے سارے تقاضے پورے نہیں کر سکتا لیکن تقویٰ کے بغیر انسان بالکل اندھا ہو جاتا ہے اور بھرپور عقل بھی کوئی کام نہیں کرتی لیکن عقل کی کمی کو بہت حد تک تقویٰ دُور کر دیا کرتا ہے۔ اور بڑی ٹھوکروں سے انسان کو بچا لیتا ہے۔"

ٹھوکریں کھاتا ہے انسان نہ دیکھنے کی وجہ سے۔ دیکھ کر تو کوئی ٹھوکر نہیں کھاتا۔ پس تقویٰ ہمارے لئے دل کی آنکھوں کا کام بھی کرتا ہے اور عقل کے ساتھ یا جسمانی آنکھوں کے ساتھ مل کر ہمیں ٹھوکروں سے بچا لیتا ہے۔

چُھپ جانے سے لگتا ہے کہ تو ہو گیا ظاہر
ہر چیز کا ہر رُوپ ترا عکسِ حسیں ہے
آنکھیں جو نہ دیکھیں تو قصور ان کا ہے ورنہ
تُو چاہے کہیں ہو، دل و جاں کے تو قریں ہے

ـــــ ابوالاقبال

کچھ آنسو تری نذر!

کچھ آنسو ہیں ایسے بھی جنہیں پی نہیں سکتے
کچھ درد ہیں، مِٹ جائیں تو ہم جی نہیں سکتے
دامن جو دریدہ ہو تو سی لیتے ہیں لیکن
کچھ چاک ہیں ایسے بھی جنہیں سی نہیں سکتے

بنتے بھی ہیں، مٹ جاتے بھی ہیں ذہن سے کچھ نقش
کچھ نقش مٹائیں تو مٹانا نہیں ممکن
کچھ یادیں رگِ جان میں خوں بن کے رواں ہیں
چاہیں بھی بُھلانا تو بھلانا نہیں ممکن

وہ گیت مہکتے تھے کبھی جن سے شب و روز
ہیں یاد، مگر آج وہ گائے نہیں جاتے
گو بانٹ لئے یاروں نے، پیاروں نے بہت درد
کچھ درد ہیں ایسے جو بٹائے نہیں جاتے

مَیں درد کی راہوں سے گذرتا ہی رہوں گا
کچھ آنسو تری نذر بھی کرتا ہی رہوں گا

عبدالمنان ناہید

عشرہ وصولی وقفِ جدید

۲۹ نومبر تا ۸ دسمبر ۱۹۹۱

امراء و صدر صاحبان، سیکرٹریان مال و وقف جدید سے ضروری گذارش

وقف جدید کی طرف سے وصولی کے لئے مورخہ ۲۹ نومبر تا ۸ دسمبر ۱۹۹۱ء عشرہ وصولی منایا جا رہا ہے آپ سے درخواست ہے کہ

- ایسے احباب جنہوں نے وقفِ جدید کے وعدے کئے تھے مگر ادائیگی نہیں فرما سکے ان کو ادائیگی کے لئے تحریک فرمائیں۔
- ایسے احباب جن کی طرف سے نہ تو وعدہ ہے اور نہ کوئی ادائیگی ہی ہوئی ہے ان سے حسبِ استطاعت وصولی کی جائے۔
- معاونین خصوصی کی تعداد بڑھائی جائے (صفِ اوّل ایک ہزار روپے یا اس سے زائد صف دوم پانچصد سے ایک ہزار تک)
- تمام بچے اور بچیاں وقف جدید کے دفتر اطفال میں شامل ہوں جن بچوں کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے وہ یکصد روپے یا اس سے زیادہ ادا کر کے ننھے مجاہدین اور ننھی مجاہدات کی صف میں شمولیت فرمائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضلِ عمر۔ اللہ آپ سے ہمیشہ راضی رہے۔

کمیونزم کا ایک اور رُخ

(مذہبی لحاظ سے)

حضرت فضلِ عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے اپنی تقریر فرمودہ ۲۶ فروری ۱۹۴۵ء کو بمقام احمدیہ ہوسٹل ۳۲ ڈیوس روڈ لاہور میں فرماتے ہیں۔

میں چونکہ دینِ حق کی نمائندگی کر رہا ہوں اس لئے سب سے پہلے میں کمیونسٹ اقتصادی نظام کے ان حصوں کو لیتا ہوں جو مذہب پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

سب سے پہلا اعتراض جو کمیونسٹ نظام پر مجھے اور ہر موت کے بعد کی زندگی کے ماننے والے کو ہونا چاہیئے یہ ہے کہ ایک شخصی طوعی جدوجہد جو زندگی کے مختلف شعبوں میں ظاہر ہو کر انسان کو اخروی زندگی میں مستحق ثواب بناتی ہے اس کے لئے بہت ہی کم موقعہ باقی رکھا گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ اس سے ضروری حصہ دولت کا لے کر باقی حصہ کے خرچ کو اس پر چھوڑا جائے کہ اسے جس رنگ میں چاہے صرف کرے اس کی خوراک اور لباس کے سوا اس کے پاس کچھ چھوڑا ہی نہیں گیا۔ کہ وہ اپنی اخروی زندگی کے لئے بھی کوئی جدوجہد کرے۔ وہ روٹی کھا سکتا ہے وہ کپڑا پہن سکتا ہے وہ رہائش کے لئے مکان لے سکتا ہے وہ اپنا علاج کرا سکتا ہے۔ وہ اپنی تعلیم سے بہرہ ور ہو سکتا ہے مگر اخروی زندگی کے لئے اس کے پاس ایک پیسہ بھی نہیں چھوڑا گیا۔ گویا اس کی چالیس پچاس سالہ زندگی کی فکر کی گئی مگر اس کے عقیدہ کی رُو سے جو غیر متناہی زندگی جو آنے والی تھی اس کو یونہی چھوڑ دیا گیا۔ یہ ایک ایسی بات ہے جسے کوئی شخص جو مذہب کی سچائی پر یقین رکھتا ہو اور اس کے احکام پر عمل کرنا اپنی نجات کے لئے ضروری سمجھتا ہو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ مثلاً دینِ حق ان مذاہب میں سے ہے جو اپنے پیروؤں کو یہ حکم دیتا ہے کہ جاؤ اور دنیا میں دعوت الی اللہ کرو۔ جاؤ اور لوگوں کو اپنے اندر شامل کرو کیونکہ دنیا کی نجات دینِ حق سے وابستہ ہے وہ شخص جو دینِ حق سے باہر رہے گا۔ نجات سے محروم رہے گا اور اخروی زندگی میں ایک مجرم کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا۔ تم یہ عقیدہ رکھنے والے شخص کو پاگل کہہ لو۔ بیوقوف کہہ لو جاہل کہہ لو بہرحال جب تک وہ دینِ حق کی سچائی پر یقین رکھتا ہے۔ جب تک وہ بنی نوع انسان کی نجات صرف دینِ حق میں داخل ہونے پر ہی منحصر سمجھتا ہے اس وقت تک وہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ میں اپنے ہر اس بھائی کو جو دینِ حق میں داخل نہیں دینِ حق کا پیغام پہنچاؤں۔ اسے دعوت الی اللہ کروں اور اس پر دینِ حق کے محاسن اس عمدگی سے ظاہر کروں کہ وہ بھی دینِ حق میں داخل ہو جائے۔ آخر اگر یہ بنی نوع انسان کا خیرخواہ ہے اگر یہ ان کی بھلائی اور عاقبت کی بہتری کا خواہشمند ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ یہ ان کے سامنے اس پیغام کو پیش نہ کرے جو اس کے عقیدہ کی رُو سے انسان کی دائمی حیات کے لئے ضروری ہے۔ اگر یہ اپنے دوست کے متعلق پسند نہیں کرتا کہ گڑھے میں جا گرے۔ اگر یہ اپنے دوست کے متعلق پسند نہیں کرتا کہ دشمن اسے گولی کا شکار بنائے۔ تو یہ کس طرح پسند کر سکتا ہے کہ ابدالآباد کی زندگی میں وہ دوزخ میں ڈالا جائے۔ اور خدا تعالیٰ کی جنت اور اس کے قرب اور اس کی رضامندی سے محروم ہو جائے۔ چاہے تم کچھ کہہ لو ایک مذہب سے وابستہ انسان کی انتہائی آرزو یہی ہوگی کہ وہ اپنے بھائی کی اعتقادی اور عملی حالت کو درست کرے لیکن کمیونسٹ نظام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس کی جدوجہد کو اوّل تو سیاسی طور پر روکا جائیگا چنانچہ ہمارا اپنا تجربہ اس کی تصدیق کرتا ہے میں نے ایک احمدی مربی روس میں بھجوایا۔ مگر بجائے اس کے کہ اسے دعوت الی اللہ کی اجازت دی جاتی اسے قید کیا گیا۔ اسے لوہے کے تختوں کے ساتھ نہایت سختی کے ساتھ باندھ کر اور کئی کئی دن بھوکا اور پیاسا رکھ کر مارا پیٹا گیا اور اسے مجبور کیا گیا کہ سؤر کا گوشت کھائے اور یہ مظالم برابر ایک لمبے عرصہ تک اس پر ہوتے چلے گئے (حضور نے اس موقعہ پر مولوی ظہور حسین صاحب مجاہد روس کو کھڑا ہونے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا) یہ وہ صاحب ہیں جنہیں مربی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ دو سال دو ماہ کم ان کو تاشقند عشق آباد اور ماسکو کے قید خانوں میں رکھا گیا اور لوہے کے تختوں کے ساتھ باندھ باندھ کر مارا گیا۔ اور انہیں بار بار مجبور کیا گیا کہ سؤر کا گوشت کھاؤ۔ یہاں تک کہ ان متواتر مظالم کے نتیجہ میں ان کی دماغی حالت خراب ہو گئی۔ اس پر وہ انہیں ایران کی سرحد پر لا کر چھوڑ گئے۔ وہاں کے برطانوی سفیر نے گورنمنٹ آف انڈیا کو اطلاع دی اور گورنمنٹ آف انڈیا نے مجھے تار دیا کہ آپ کے ایک مربی کو روسی حکومت ایران کی سرحد پر لا کر چھوڑ گئی ہے۔ چنانچہ میں نے گورنمنٹ کو لکھا کہ اس مربی کو آپ ہمارے پاس بھجوا دیں اور آپ کا جس قدر خرچ ہو وہ ہم سے وصول کریں۔ اس پر گورنمنٹ نے ان کو ہندوستان پہنچا دیا۔ پس یہ وہ ہمارے مربی ہیں جنہیں دو ماہ کم دو سال شدید ترین عذابوں میں مبتلا رکھا گیا۔ اور کسی ایک مرحلے پر بھی ان کو دعوت الی اللہ کی اجازت روس میں نہ دی گئی۔

پس اوّل تو وہ سیاسی طور پر دعوت الی اللہ کی اجازت نہیں دیتے لیکن چونکہ یہ اقتصادی مضمون ہے اس لئے اسے نظر انداز بھی کر دو تو سوال یہ ہے کہ ایک اقلیت اکثریت کے مذہب کو بدلنے کے لئے کس قدر قربانی کے بعد لٹریچر وغیرہ مہیا کر سکتی ہے مثلاً ہماری جماعت ہی کو لے لو۔ ہم اقلیت (تعداد کے لحاظ سے) ہیں۔ مگر ہم دنیا میں دینِ حق کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ ہمارے آدمی اگر روس میں دعوت الی اللہ کرنے کے لئے جاتے ہیں تو ہر شخص یہ آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ ۱۷ کروڑ رشین کو دینِ حق کا پیروکار بنانے کے لئے کتنے کثیر لٹریچر کی ضرورت ہے اور کتنا مال ہے جو اس جدوجہد پر خرچ آ سکتا ہے۔ ہماری جماعت اس جدوجہد کو اسی صورت میں جاری رکھ سکتی ہے جب اس کی کمائی اس سے پوری نہ چھین لی جائے اور کھانے پینے اور پہننے کے علاوہ بھی اس کے پاس روپیہ ہوتا وہ اس سے ان اخراجات کو پورا کر سکے جن کو وہ اپنی اُخروی بھلائی کے لئے ضروری سمجھتی ہے۔ لیکن کمیونزم کا اقتصادی نظام تو کسی کے پاس زائد روپیہ رہنے ہی نہیں دیتا۔ کیونکہ وہ اس جدوجہد کو کام ہی نہیں سمجھتا۔ اس کے نزدیک مادی کام کام ہیں لیکن مذہبی کام۔ کام نہیں ہیں وہ مشین چلانے کو کام سمجھتا ہے۔ وہ ہل چلانے کو کام سمجھتا ہے۔ وہ کارخانے میں کام کرنے کو کام سمجھتا ہے لیکن خدائے واحد کے نام کی بلندی اور اس کے دین کی اشاعت کے کام کو وہ کام نہیں سمجھتا.... وہ مذہب کو نہیں مانتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ مذہبی لوگ پاگل ہیں اور اپنے وقت کو ضائع کر رہے ہیں۔ اس لئے ان مربیوں کی خوراک یا لباس یا رہائش وغیرہ کی حکومت ذمہ دار نہیں ہو سکتی۔ حکومت ان کی اسی صورت میں ذمہ دار ہو سکتی ہے جب وہ کام کریں جس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ وہ مادی کام کریں۔ مذہبی اور روحانی کاموں سے دستبردار ہو جائیں۔ پس کمیونزم کے ماتحت دینِ حق روس میں اپنی جدوجہد کو جاری ہی نہیں کر سکتا۔ جاری رکھنا اور مسلسل جاری رکھتے چلے جانا تو الگ رہا۔

دینِ حق کا ایک پیروکار خواہ وہ بھوکا رہے مگر اخروی زندگی درست ہو جائے تو وہ کامیاب ہے اور اپنے بھائی کے متعلق اس کا یہ نظریہ ہے کہ اگر دنیا بھر کی دولت اس کے پاس ہو لیکن اُخروی زندگی اس کو نہ ملے۔ ہدایت اس کو میسر نہ آئے۔ خدا تعالیٰ کی رضا اس کو حاصل نہ ہو۔ تو وہ ناکام ہے جس شخص کا یہ عقیدہ ہو اس کی خیرخواہی اس کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنے گمراہ بھائی کی اُخروی زندگی کے لئے سامان مہیا کرے مگر اس سے اس کا سارا مال لے لیا جاتا ہے۔ یہ کہہ کر کہ ہم وطن کی جان بچاتے ہیں اور اس کی روح کو مرنے دیا جاتا ہے۔ جہاں تک روٹی اور کپڑا اور مکان مہیا کرنے کا سوال تھا۔ جہاں تک تعلیم مہیا کرنے کا سوال تھا۔ جہاں تک علاج مہیا کرنے کا سوال تھا۔ ہم دینِ حق کی تعلیم کے ماتحت ان سے متفق تھے اور ہم سمجھتے تھے کہ اس قدر ٹیکس ضرور لگنا چاہیئے کہ دنیا میں ہر فرد کو یہ تمام ضروریات میسر آجائیں مگر یہاں تو دوسرا نکتہ یہ بھی ہے کہ اپنا روٹی کپڑے سے زائد سب کچھ حکومت کو دے دو اور اپنے عقیدہ کی اشاعت میں کوئی حصہ نہ لو۔ گویا ہم نے تو ان کی تائید کی اور اس لئے کی کہ ہمارا مذہب بھی یہی تعلیم دیتا ہے مگر انہوں نے بجائے مذہب کا شکر گذار ہونے کے اور اس کی اشاعت کی اجازت دینے کے یہ کہہ دیا کہ ہم خدا اور اس کے رسول کا نام پھیلانے کی تمہیں اپنے ملک میں اجازت نہیں دے سکتے۔ یہ بیکاری اور قوم پر بوجھ بن کر بیٹھ جانا ہے۔ اگر تم ان سے یہ کہتے کہ ہم مذہب کے مخالف ہیں اور اسے غیر ضروری قرار دیتے ہیں تو گو ہمیں پھر بھی اختلاف ہوتا مگر ہمیں افسوس نہ ہوتا۔ ہم سمجھتے کہ جو کچھ ان کا دل میں عقیدہ ہے اسی کو زبان سے ظاہر کر رہے ہیں مگر ہمیں افسوس ہے تو یہ کہ کمیونسٹ یہ بات ظاہر نہیں کرتے۔ وہ کھلے بندوں یہ نہیں کہتے کہ ہم اپنے نظام کے ماتحت تمہارے مذہب کو اپنے ملک میں پھیلنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ بلکہ وہ پچھلے دروازہ سے گھر میں گھسنے کی کوشش کرتے ہیں اور اکثر مذہب کے ماننے والے اس وقت ان کی اس چالاکی سے واقف ہوتے ہیں جب کہ وہ اپنی شخصیت کھو چکے ہوتے ہیں۔ اور کمیونزم سے ان کی ہمدردی اور محبت اتنی بڑھ چکی ہوتی ہے کہ ان کی آنکھوں پر پٹی بندھ جاتی ہے کمیونزم اگر کھلے بندوں کہے کہ ہم اخروی زندگی کو کوئی قیمت نہیں دیتے۔ ہم اس کے پرچارک کے لئے کوئی سامان تمہارے پاس نہیں چھوڑنا چاہتے تو آنکھوں کھلے لوگ اس میں داخل ہوں۔ مگر دوسرے ممالک میں اس حقے کو پوری طرح مخفی رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ کمیونزم صرف ایک اقتصادی

باقی ص ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جسٹس ایم آر کیانی

اے اصحابِ کہف

(۲۳ مارچ ۱۹۶۲ء کو لاہور میں خطاب)

حضرات!

آج میرا خطاب بالخصوص نوجوانانِ پاکستان اور خواتینِ پاکستان سے ہے اور اگرچہ ان الفاظ میں ہلالِ پاکستان اور ستارہ پاکستان کی سرکاری زینت نہیں۔ اگر کوئی اس ملک میں نوجوانِ پاکستان اور خاتونِ پاکستان کہلانے کے قابل ہو تو اس سے زیادہ زینت کیا ہو سکتی ہے۔ اس سے بڑھ کر خطاب "مردانِ پاکستان" ہو سکتا ہے۔ جو آپ کے محاورے میں نشانِ پاکستان کا مترادف بھی ہوتا اور ہم قافیہ بھی۔ مگر مرد کا لفظ بہت عظمت والا ہے اور جب بھی اور جہاں بھی استعمال ہوا ہے۔ شان کے ساتھ استعمال ہوا ہے مثلاً اقبال کا مردِ مومن اور عوام کا مردِ مومن اور نہ صرف اس لئے میرا روئے سخن مُردوں کی طرف نہیں بلکہ اس لئے بھی کہ اگر مُردوں کو قبرستان میں مخاطب کیا جائے تو مخاطب کرنے والے کو پاگل سمجھا جاتا ہے۔ مُردوں کو تو مخاطب اُسی وقت کیا جاتا ہے۔ جب ان سے کہنا ہو تم پر سلام ہو۔ اور اس سے زیادہ ان سے کوئی بات کرنی ہو تو یہی کہ ہم بھی عنقریب تمہاری طرف آ رہے ہیں۔ اس لحاظ سے مُردے اور جاہل لوگ ایک سطح پر ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ جب جہلاء کو مخاطب کیا جاتا ہے تو ان سے کہا جاتا ہے کہ تم پر سلام ہو۔ کبھی مجھے بھی اپنی نیکی اور اپنی قوم کی نیکی اتنا مغلوب کرتی ہے کہ ان افراد میں جن کو خدا نے بظاہر مرد پیدا کیا ہے مجھے زیادہ تر دو ہی گروہ نظر آنے لگتے ہیں ایک مُردوں کا دوسرا جاہلوں کا۔ اور خوش قسمت ان میں وہ ہیں جو جاہل ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو مُردے ان کو ڈر کے مارے سلام کرتے ہیں۔ دوسرے ان کو اپنے گرد و پیش کچھ نظر ہی نہیں آتا۔ سوائے خوشحالی اور پھولوں کے ہاروں کے اور آجکل بسنت بھی ہے۔

حضرات! مجھے مطلب کی بات کرنے سے پہلے چکر لگانے کی بُری عادت ہے۔ مگر رستہ پہاڑی ہے اور اوپر چڑھنے میں میرا سانس پھولنے لگتا ہے۔ یہ میری اپنی مرضی کی بات نہیں کیونکہ میں دمہ کا مریض ہوں۔ جسمانی طور پر بھی اور دیگر ہر طور سے بھی۔ آپ اگر اب تک مملکت قیاس میں ہیں تو کہے دیتا ہوں کہ میرا خطاب نوجوانوں اور عورتوں کی طرف اس لئے ہے کہ مردوں کو اس سے پہلے موقع مل چکا ہے کہ وہ اپنے کو ایک زندہ قوم بنائیں۔ مگر جس کسی کو شدت کی نیند آ رہی ہو۔ اور وہ سارے کپڑے بدلنے کی بجائے صرف گلے کے قریب کا بٹن کھول کر سو جاتا ہے کہ گلا گھٹنے سے بچا رہے اور جو کچھ ہوتا ہے ہوتا رہے۔ اس طرح مردوں نے اپنے نام کا ایک زبر ہی بدل دیا۔ اور زیر و زبر ہو کر مُردوں کی طرح پڑے رہے۔ اب تک ان کو چودہ سال اور سات مہینے ہوئے (۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۲ء تک) اور وہ کبھی کبھی ایک آنکھ کھولکر پڑے پڑے حالات کا جائزہ لے لیتے ہیں۔ اور پھر یہ کہہ کر کہ ہم تو اصحاف کہف ہیں۔ اور ابھی ہماری نیند کی معیاد نہیں گذری۔ وہ ایک آنکھ بھی بند کر لیتے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ آنکھ کھولتے کب ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مقررہ مدت کے بعد جیسے کوئی باقاعدہ گھنٹی بجاتا ہو۔ پانچ سال اور پانچ مہینے کے باقاعدہ وقفوں کے بعد انہوں نے دو دفعہ آنکھ کھولی مگر ؎

چشم وا کردد جہانے دگرے پیدا شدُ

آنکھ کھولی تو ایک نیا عالم تھا یعنی مارشل لاء تھا۔ ان کی نرگسی آنکھیں وہ حالات پیدا کر دیتی ہیں کہ جن و ملک یعنی برے اور بھلے اپنی پرواز میں رک جاتے ہیں۔ اختلافِ لیل و نہار نہیں رہتا۔ یعنی رات ہی رات رہ جاتی ہے اور دل و دماغ آئین و قانون سب کچھ معطّل ہو جاتا ہے۔ باقاعدہ پانچ سال اور پانچ ماہ کے بعد۔ اگر کبھی چھ مہینے ہو گئے تو میرا قصور نہیں۔ ماہِ رمضان کا قصور ہے۔ جو کبھی اٹھائیس دن کا ہوتا ہے کبھی ۲۹ دن کا۔ اور یہ محض ایک روایت ہے کہ کسی زمانے میں تیس دن کا بھی ہوا کرتا تھا۔ تیسواں دن اب عموماً بادلوں میں چھپا رہتا ہے۔ اب یہ پانچ مہینے کا تیسرا وقفہ نومبر یا دسمبر ۱۹۶۷ء میں آئے گا۔ ٹھیک تاریخ کا تعیّن کرنا مشکل ہے کیونکہ ایک تو جس چیز کو رویت ہلال کہتے ہیں وہ ہمیں ستاتی رہتی ہے۔ دوسرے اس بات کا پتہ نہیں کہ اصحابِ کہف اب کے عیسوی سال منائیں گے یا ہجری۔ قائداعظم سوسائٹی کے نقطہ نگاہ سے دسمبر کا مہینہ بہتر ہوگا۔ تاکہ جنم دن کی رونق برقرار رکھنے کے لئے کوئی اور ہنگامہ میسّر ہو۔ اب تو صرف خیرات ہی کرتے ہیں۔ شاید اس خیال سے کہ مبادا قائداعظم دوسری مرتبہ پیدا ہوں اور اصحابِ کہف کو میٹھی نیند سے جگائیں یا اس شکریئے میں کہ ان کی وفات ٹھیک وقت پر ہوئی۔ ورنہ وہ ہمیں پوری طرح ہی جگا کر چھوڑتے اور ہماری نیند خراب کرتے۔ یہ بھی کوئی بات ہے کہ ہم جاگیں۔ کیا ہم ہی جاگتے رہیں۔ اور لوگ جاگنے کے لئے تھوڑے ہیں۔

حضرات! بہت سال ہوئے گوجرانوالہ کے سیشن جج کے دفتر میں ایک سکھ نقل نویس تھا۔ وہ کام نہیں کرتا تھا۔ میں نے اسے معطل کر دیا۔ ایک دن میں ریٹائرنگ روم میں کھانا کھا کر سگریٹ نوشی میں دھوئیں اور خیالات کے دائرے بنا رہا تھا کہ یہ نقل نویس بھاگا ہوا آیا۔ اور میرے پاؤں پر پگڑی رکھ دی۔ ایک سکھ کے لئے پگڑی اتارنا۔ اور اس شخص کے پاؤں پر رکھنا جو تمباکو پی رہا ہو۔ معمولی بات نہیں۔ اس وقت میں بھی کھانا کھا کر ایک آدھ تولہ بھاری ہی تھا۔ اس لئے اس کے جذبے کی فراوانی سے بھاگ نہ سکا۔ اس نے کہا مجھے معاف کر دو۔ میں نے کہا جو تم کام نہیں کرتے۔ اس نے کہا کہ کام کرنے والے اور تھوڑے ہیں؟ میں نے پوچھا پھر تم کیا کرو گے۔ اس نے کہا میں حضور کو دعائیں دیا کروں گا۔ بادشاہ را خوش آمد۔ چنانچہ اس کو معاف کر دیا۔

صاحبان! جاگنے والے اور تھوڑے ہیں؟ آپ سوتے رہیں۔ اور کبھی کبھی ایک آنکھ کھول کر دیکھ لیا کریں۔ کہ اگر آپ آندھی نہ چلاتے تو خدا ضرور چلاتا اور پھر تو کشتی ضرور ڈوبتی۔

مگر اس سکھ نقل نویس کو بادشاہ نے کیوں معاف کر دیا؟ اس لئے نہیں کہ بادشاہت کی لہر میں بہہ گیا خوشامد کی نَے میں بہہ گیا۔ بلکہ اس لئے کہ اس نے اپنی نالائقی کا اقرار کیا اور یہ کہہ کر کہ میں تو کام اچھا کرتا ہوں نہ جانے آپ کو کیوں پسند نہیں۔ اس نے اپنی نالائقی کو خیانت کا جامہ نہیں پہنایا اور نہ یہ پروپیگنڈہ کیا کہ مجھے سکھ ہونے کی وجہ سے تکلیف دی جا رہی ہے۔

حالانکہ ان دنوں یہ بہانہ ہر مذہب والے کو حاصل تھا۔ جب آپ کسی سے پوچھتے کہ سردار سلکھن سنگھ تم سے کیوں ناراض ہیں تو وہ جواب دیتا کہ اور تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا سوائے اس بات کے کہ میں محمد دین ہوں۔ مگر اے محمد دین! تو نے کبھی دینِ محمدؐ بننے کی بھی کوشش کی اور اپنے اعمال کا بھی جائزہ لیا۔ کبھی یہ بھی سوچا کہ ممکن ہے میں دیانتداری اور محنت سے کام نہیں کرتا ہوں۔ بہرحال ان دنوں صرف یہی بہانہ میسّر تھا۔ اب اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں میسّر ہو گئی ہیں۔ اس لئے کہتا ہوں کہ اگر ہندو، سکھ، مسلمان عیسائی کا بہانہ نہیں رہا تو سنی، شیعہ، احمدی دیوبندی، منکرِ حدیث، منکرِ قرآن، ہندی، سندھی، کوہاٹی پشاوری بلکہ میاں خیل، جنگل خیل (یہ کوہاٹ کے دو محلے ہیں) کا فرق بہانہ کرنے کے لئے ہمیشہ میسّر ہے۔ یہ تو ہوا تعصب کا بہانہ اس کے علاوہ بھی اور بہت سے بہانے میسّر ہیں۔ اب اگر آپ نے کسی کے کام سے بیزار ہو کر لکھ دیا کہ اس نے صفائی کی شہادت لی ہی نہیں۔ اور استغاثے کی شہادت مسل خواں سے لکھوالی ہے تو وہ کہتا ہے کہ صفائی کی شہادت کیا لینی ہے اور مسل خواں ہوتے ہی کس لئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ میری ترقی کا مسئلہ درپیش تھا۔ اور میرے خلاف ریمارکس اس لئے دیئے گئے ہیں کہ مجھ سے اگلے آدمی کو ترقی مل جائے۔ جس سے جج صاحب کو خاص دلچسپی ہے یہ تو ہوئے بہانہ جو۔ مگر معاملہ اس وقت زیادہ پیچیدہ ہو جاتا ہے جب آپ کو یہ معلوم ہو کہ واقعی کسی شخص کو اس لئے خراب ریمارکس دیئے گئے ہیں کہ اگلے آدمی کو فائدہ ہو۔ یہ باتیں دیکھ کر دل آزردہ ہوتا ہے۔ اس کا تعلق اسوہ حسنہ سے ہے۔ جس کے لئے آپ نے پاکستان بنایا تھا۔ تاکہ آپ اپنے اخلاق کی تربیت اپنے طریقے سے کر سکیں۔

اس آزردگی کے عالم میں اگر میں آپ سے ناراض ہو کر نوجوانوں اور خواتین کو مخاطب کروں تو آپ ناراض نہ ہوں۔ آپ کو میں سننے سے تو نہیں روکتا۔ بلکہ آپ ہی کو تو یہ بات سنانے آیا ہوں کہ میرا روئے سخن اور طرف ہے۔ کہیں میں نے پڑھا تھا کہ کسی شہر کی عورتوں نے اپنے مردوں کی نامردی دیکھ کر ان کے پاس چوڑیاں بھیج دیں آپ چوڑیاں پہنیں اور مردانہ کام ہم پر چھوڑ دیں۔ اگر اس تقریر کے زیر اثر کسی نے آپ کے پاس چوڑیاں بھیج دیں تو آپ میرے پاس بھیج دیں۔ میں پہنوں گا نہیں۔ یادگار کے طور پر رکھوں گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاکہ آپ یہ نہ بھول جائیں کہ وہ آپ کو غائبانہ کیا سمجھتی ہیں ؎

سن تو کہ عورتوں میں ہے تیرا فسانہ کیا

اور اگر چوڑیاں نہ آئیں تو اس سے بھی برا ہے۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب ہوگا کہ وہ آپ کو چوڑیوں کے لائق بھی نہیں سمجھتیں۔

اور اگر آپ میری بات نہیں سن رہے تو میں آپ کو ایک جج کا قصہ سناؤں گا جس نے وکیل سے کہا تھا اب تم نے کافی سمع خراشی کر لی ہے۔ اب میں صرف دس منٹ تمہیں اور دوں گا۔ جب دس منٹ گزر گئے اور اس نے بولنا بند نہ کیا تو دوسری طرف کے وکیل نے کہا "حضور یہ تو ابھی بول رہا ہے" اس پر جج نے کہا "یہ بلا سے بولتا رہے میں سن ہی نہیں رہا"

میں نے عورتوں اور نوجوانوں کو اس لئے مخاطب کیا ہے کہ ان پر بات کا اثر جلدی ہوتا ہے اور وہ میری بات سمجھنے سے نہیں گھبراتے۔ جب کبھی میرے دوست مجھے ملتے ہیں تو ان کی بیویاں بے دھڑک کہہ دیتی ہیں کہ پیارے بچے آپ کی تقریر پڑھ کر جھنڈا ہاتھ میں لے لیتے ہیں لیکن میرے دوست یہ سن کر ادھر ادھر دیکھنے لگ جاتے ہیں کہ کہیں دیوار اور روشنی کے بلب نہ سن لیں۔ جو بات میں کہنا چاہتا ہوں وہ مختصر سی ہے فیتے ڈوریاں اس لئے لگا رہا ہوں کہ عورتوں کو پسند آئے آپ خود ہوشیار ہیں، اور سمجھ گئے ہوں گے کہ آپ کی برائی اس لئے کر رہا ہوں کہ عورتیں خوش ہوں۔ اور یہ سمجھ کر ان کو مردوں پر ترجیح دی گئی ہے۔ وہ زیادہ شوق سے مائل ہوں ورنہ در پردہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ سے میں اتنا بیزار نہیں ہوں جتنا ظاہر کر رہا ہوں۔ یہ تو محض عورتوں کی خاطر داری ہے اور پھر وہ بھی تو آپ کی بیویاں، بہنیں اور لڑکیاں ہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اگر آج کے بعد سو میں سے ایک بیوی بھی شام کو اپنے خاوند سے پوچھے کہ آپ نے آج پاکستان کے لئے کیا کیا تو میری محنت رائیگاں نہیں جائے گی۔ وہ آپ سے کوئی لمبا چوڑا مطالبہ نہیں کرے گی۔ وہ آپ سے یہ توقع نہیں کرے گی کہ آپ پاکستان کے لئے کوئی قلعہ سر کریں یا اپنی آدھی دولت ملک کے سپرد کر دیں۔ اور اگر کوئی اور شخص مربعے حاصل کر رہا ہے تو آپ بھی کریں۔ مگر دیانت داری سے۔ میں خود بھی کوشش میں ہوں۔ کیونکہ غریب ہونا بذاتِ خود ایک گناہ ہے اور غریبوں کے متعلق محاورے بھی تو ملاحظہ ہوں۔ مثلاً غریب کی جورو سب کی بھابی۔ یہ بھی غنیمت ہے اور پشتو میں کہتے ہیں کہ غریب ملا کا مسئلہ بھی لوگ نہیں مانتے۔ اس لئے میری بات مانو تو غریب ہونے کی کوشش نہ کرو۔ ہاں تو جب آپ سے بیوی پوچھے کہ آپ نے آج پاکستان کے لئے کیا کیا۔ اور آپ یہ کہہ سکیں کہ جو کام میرے سپرد تھا وہ میں نے دیانت داری اور کوشش سے کیا ہے تو سمجھ لیں کہ آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

مگر اے اصحاب کہف! یاد کرو وہ دن ۲۳ مارچ کا تھا سن ۱۹۴۰ء میں اس شہر لاہور میں تم نے مسلم لیگی بن کر قائداعظم کی سرپرستی میں پاکستان ریزولیشن پاس کیا تھا۔ اس سے پہلے تم (وہ وقت یاد کرو جب تم کوئی بھی حیثیت نہ رکھتے تھے) کی حیثیت رکھتے تھے۔ یعنی قابلِ ذکر چیز نہیں تھے۔ اس سے پہلے پاکستان محض ایک خیال تھا اور جب اس قرارداد کی رو سے یہ طے ہوا کہ اب مسلمان کا مطمح نظر اپنے لئے ایک علیحدہ مملکت قائم کرنا ہوگا۔ تو اس کی تائید کرنے والے قیام پاکستان کو ایک کھلا امکان بعید ہی سمجھتے تھے یہی خیال تھا کہ اگر ہم علیحدہ ہونے کی دھمکی دیں تو شاید ہمیں مشترکہ ہندوستان میں زیادہ حقوق مل سکیں۔ میں خود تو وہاں موجود نہ تھا اس لئے اس بات کی ذمہ داری راوی پر ہے جو اس صورت میں راجہ غضنفر علی خان ہیں جو دریائے راوی کی طرح رواں قصے سنایا کرتے تھے۔ ان کی روایت ہے کہ اصل قرارداد سر سکندر کی تھی اور یہ تھی کہ ہندوستان کے اندر دو صوبے مسلمانوں کے ہوں گے جو امورِ خارجہ اور دفاع کی حد تک دوسرے صوبوں سے اشتراک کریں گے لیکن قائداعظم نے اس میں دو لفظ تبدیل کر دیئے جس سے قرارداد کا چہرہ بدل گیا۔ چہرے پر تو صرف دو خال لگائے گئے ایک پنجاب کی کشادہ پیشانی پر دوسرا بنگال کے چاہِ زنخداں پر۔ مگر اس میں اتنی کشش پیدا ہوگئی کہ وہ دو صوبے آزادی کے طالب ہوئے آپ نے سنا ہوگا کہ ایران میں ایک شاعر تھا جس کا نام خواجہ حافظ تھا۔ اور اس نے خالِ ہندو کے بدلے سمرقند اور بخارا بخشنے کا وعدہ کیا تھا۔ ؎

بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

شرط صرف اتنی ہے کہ کوئی ہمارے دل کو ہاتھ میں لے لے۔ بدست آور دل مارا۔ یعنی محبت سے رام کر لے لوگ سمجھے یہ محض عشق مجازی کی کارگزاری ہے مگر آپ نے یہ نہیں سنا کہ ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است

اس لئے دل کا ہاتھ میں لے لینا کوئی جبری کیفیت نہیں بلکہ ایک نفسیاتی معراج ہے مگر حافظ ہر بات کو اپنے رنگیلے طرز میں پیش کرتا ہے اور بدخواہوں نے تیمور کے پاس جا کر اس کی چغلی کھائی کہ دیکھئے حضور! آپ نے اتنی محنت سے سمرقند اور بخارا فتح کئے۔ یہ شخص ایک خالِ سیاہ کے بدلے انہیں مفت بخش رہا ہے۔ یہ چغلی کھانے والے ہر عہد میں ہوتے ہیں اور حافظانِ قلندر منش کے خلاف تیمورانِ زمانہ کو اکساتے رہتے ہیں۔ خود تو نہ سمرقند و بخارا فتح کر سکتے ہیں نہ بخش سکتے ہیں۔ اوروں کو بھی بخشش سے روکتے ہیں۔ اور بخشش بھی کس چیز کی؟ صرف ایک فکرِ آزادی کی۔ جو دل کے تاریک ویرانوں میں اجالا کر دے۔ القصہ تیمور نے ناراض ہو کر حافظ کو بلایا اور اس سے جواب طلب کیا کہ تم کیوں ایسی بخششیں کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا۔ یہی غلط بخشیاں تو ہیں جنہوں نے مجھے اس حال تک پہنچا دیا ہے۔ بادشاہ را خوش آمد اور وہ سمجھا میری حالت حافظ سے بہتر ہے مگر حافظ اصلی بات تو اسے بتانا نہیں چاہتا تھا کہ اس کا مطلب تو یہ تھا کہ ایک خالِ ہندو کے بدلے دو صوبے مل سکتے ہیں چنانچہ اس شعر کی تعبیر ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو ہوئی مگر احتیاط کا پہلو مدِ نظر رکھتے ہوئے پاکستان ریزولیشن کے ہندی چہرے پر ایک کی بجائے دو خال لگائے گئے۔ یہ خال کیا لگے۔ گویا چار چاند لگ گئے۔ مگر صرف ریزولیشن پاس کر لینے سے تو دنیا کا چہرہ بدل نہیں جاتا۔ اب اگر آل پاکستان قالین بافان ایسوسی ایشن جواب تک وجود میں نہیں آئی ہے۔ یہ ریزولیشن پاس کرے کہ پانچ سو سے زیادہ آمدنی رکھنے والے ہمارے قالین استعمال کریں۔ تو اس ریزولیشن کا سب سے مؤثر حصہ وہ ہوگا۔ جس کی رو سے ایک ایک نقل ہر پنج سینکڑی (بہر نہج پنج ہزاری) کے پاس بھیجی جائے گی۔ اب قالین استعمال کرنے پر کس کو اعتراض ہو سکتا ہے۔ جب تک اس پر پیسے خرچ نہ ہوں۔ ہمیں تو اس پر اعتراض نہیں کہ جب کوئی وزارت ختم ہو تو وزراء کے گھروں کے قالین ہمارے گھروں میں آجائیں اور ہمارے کم قیمت قالین اس غلطی کے اجراء میں سرکار کے گھر پہنچیں۔ پس محض ایک ریزولیشن کا پاس کرنا کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ جب تک کوئی صاحب ارادہ، کوئی عزم کا مالک ایسا پیدا نہ ہو جو اس میں عمل کی روح پھونک دے

ایک صاحب ارادہ تھا جس نے سات سال میں اس افسانے کو حقیقت بنا دیا وہ کیا بات تھی؟ سردار عبدالرب نشتر نے ایک دن بتایا کہ ایک دفعہ پشاور کے ضلع میں ایک بہت بڑا جلوس نکلا جس میں بڑے بڑے صاحبانِ ریش (ریش ائل) اور ملا بھی تھے۔ اور قائداعظم کو ساتھ لے جا رہے تھے۔ نشتر نے ان کو خوش کرنے کے لئے کہا کہ یہ ملا لوگ کسی کی بھی قیادت نہیں مانتے اور خصوصاً الیسوں کی جن کی ریش ہو نہ بروت۔ مگر آپ کے سامنے سب نے سر تسلیم خم کیا ہے۔ قائداعظم نے جواب دیا۔ "تم جانتے ہو کیوں؟ اس لئے کہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ میں اپنے لئے کچھ نہیں کر رہا" یہ تو ممکن ہے کہ ایسے لوگ مل سکیں جو بے ریائی سے آپ کے لئے کام کریں مگر ان سے کام لینے کے لئے ایک ایسا رہنما چاہئے جو اولوالعزم ہو۔ اور اس لفظ میں قوتِ ارادی اس قدر بھری ہے کہ پیغمبروں میں بھی سب کیلئے یہ لفظ استعمال نہیں ہوا۔ میں قائداعظم کیلئے کوئی دعویٰ پیغمبری نہیں کرتا۔ اور نہ اولوالعزمی صرف پیغمبروں کے لئے ضروری ہے۔ دنیا کے کام اس کے بغیر نہیں ہو سکتے۔ اور جتنا بڑا ارادہ قائم کیا جائے اتنا بڑا کام ہو سکتا ہے یہ ٹھیک ہے کہ قوتِ ارادی بہت حد تک ایک خداداد دولت ہے لیکن اس کا بڑھانا۔ اس کا استعمال کرنا انسانوں سے تعلق رکھتا ہے مثلاً قائداعظم کیلئے کیا کر سکتے تھے۔ اگر آپ ان کے پیچھے نہ ہوتے۔ آپ نے ان کے لئے یہ ممکن کر دیا کہ وہ پاکستان کا مطالبہ کریں۔

کیا یہ سب کچھ حاصل کر کے اب آپ غافل ہو جائیں گے؟ تب تو آپ کی مثال اس شخص کی سی ہوگی جس نے زمین کے حاصل کرنے کیلئے خون ریزی اپنے اوپر جائز کر لی۔ مگر جب زمین حاصل کر لی تو اس کو بغیر کاشت کے چھوڑ دیا بلکہ اس کی کاشت اور لوگوں کے سپرد کر دی تو میرے عزیزو! اپنی زمین خود کاشت کرو اور پانی کے لئے نالیاں

باقی صہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبارات میں سے

جنگ کے کالم نویس ارشاد احمد حقانی "پاکستانی قوم اور اقبال — ڈاکٹر جاوید اقبال کی رائے" کے عنوان سے دیگر باتوں کے علاوہ لکھتے ہیں۔ (جنگ کے شکریہ کے ساتھ)

پاکستان کی تاریخ کے پہلے عشرے میں اقتدار کی میوزیکل چیئرز کا شرمناک کھیل کھیلنے والے بھی قائداعظمؒ کا نام ہی لیتے رہے اور دس سال تک ملک پر آمریت اور شخصی اقتدار مسلط کرنے والے بھی یہی دعویٰ کرتے رہے کہ وہ "قائداعظمؒ کے خوابوں کا پاکستان تعمیر کر رہے ہیں"۔ اقبالؒ کے ساتھ تو اور بھی ظالمانہ مذاق کیا جا رہا ہے۔ ہم ہر سال انکا عرس مناتے ہیں۔ ان کے مزار پر گارڈز کی تبدیلی کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ توپوں کی سلامی دی جاتی ہے۔ عمائدین حکومت اور اکابرین قوم بیانات جاری کرتے ہیں لیکن کسی کو تعلیمات اقبالؒ سے آگاہی ہے نہ ان پر عمل کرنے کی فکر، استعداد اور آمادگی۔ ہر شخص اور ہر گروہ نے اقبال کا اپنا اپنا ایک مخصوص تصور تراشا ہوا ہے اور وہ اسی کو "کل اقبال" ظاہر کرتا ہے۔ اس صورت حال پر دوسرے لوگوں کے علاوہ فرزند اقبالؒ ڈاکٹر جاوید اقبال وقتاً فوقتاً صدائے احتجاج بلند کرتے رہتے ہیں۔

وہ اس بات سے بہت نالاں ہیں کہ پیغام اقبالؒ کے اصل جوہر اور مغز کو پاکستانی قوم نے سمجھنے کی کوشش کی ہے نہ اس پر عمل کیا ہے۔ بقول ڈاکٹر جاوید اقبال بعض لوگوں نے اقبالؒ کو "بغیر داڑھی کا ملا" بنا دیا ہے۔ بعض انہیں رجعت پسند ثابت کرتے ہیں۔ جبکہ بعض انہیں ایک سوشلسٹ کے روپ میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن یہ سب اقبال کی شخصیت اور پیغام کو مسخ کرنے کی کوشش (دانستہ یا نادانستہ) ہیں۔ اقبال کو سمجھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی جملہ تصانیف اور تحریروں (نظم و نثر، اردو، فارسی اور انگریزی) کو دیانت داری سے بحیثیت مجموعی پڑھ اور سمجھ کر ان کے بارے میں رائے قائم کی جائے۔ "جنگ" کے ساتھ ایک حالیہ انٹرویو میں انہوں نے فکر اقبال سے نام نہاد پرستاران اقبال کی لاعلمی کا ماتم کیا ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے کہا ہے کہ اقبالؒ کے نظریات کو پاکستان بدر کیا جا رہا ہے۔ اقبالؒ کو بغیر داڑھی کے مُلا کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ علماء کی اکثریت اقبال کے خیالات کو پسند نہیں کرتی۔ تاہم وہ اقبال کے صرف وہ اشعار پڑھتے ہیں جو ان کے مطلب کے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ علماء اور واعظ اور سیاسی رہنما ان کی فکر کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ جمیعت علمائے اسلام یا دیوبندی مکتب فکر کے علماء نہ اقبال کے مزار پر جاتے ہیں نہ قائداعظمؒ کے مزار پر۔ ان کا قائداعظمؒ اور اقبالؒ کی فکر سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں جمیعت علمائے پاکستان کا تعلق ان علماء سے ہے جنہوں نے قائداعظم کا ساتھ دیا (یہاں ڈاکٹر جاوید اقبال پوری حقیقت بیان نہیں کر سکے۔ بہت سے دیوبندی اور اہل حدیث علماء نے قائداعظمؒ کا بھرپور ساتھ دیا۔ مولانا شبیر احمد عثمانی اور ان کے رفقاء کی مثال تو بالکل سامنے ہے) لیکن یہ علماء بھی اقبالؒ کو صوفی اور عاشق رسولؐ کے طور پر مانتے ہیں۔ وہ اقبالؒ کو بطور شاعر سراہتے ہیں بطور مفکر نہیں اقبال کی فکر ان کی نثر میں ہے جس پر بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ علامہ اقبال کی فکر مربوط انداز میں ان کے چھ لیکچرز میں نظر آتی ہے۔ لیکن اپنی زندگی میں نذیر نیازی سے ان کا ترجمہ کروانے کے باوجود خود علامہ کو اسے چھپوانے کی ہمت نہ ہوئی کہ ان پر کفر کے فتوے لگا دیئے جائیں گے۔ مسلم لیگ کے موجودہ ڈھانچے اور فکری رولیوں کے بارے میں ایک سوال پر انہوں نے کہا میں نظریاتی طور پر مسلم لیگ میں ہوں۔ لیکن موجودہ مسلم لیگ کو علامہ اقبالؒ اور قائداعظم کے نظریات کا سرے سے علم ہی نہیں۔ ہمارے ملک کی سیاسی قیادت تمدنی اور سیاسی سوچ سے عاری ہے۔ ہماری سیاست میں موجود علماء کے پاس علم کے سوا سب کچھ ہے۔ جس طرح مسلم لیگ کی لیڈرشپ فکر اقبالؒ و جناحؒ سے لاعلم ہے اس طرح فکر اقبالؒ کا ذکر کرنے اور جمہوریت پسند ہونے کے باوجود مس بھٹو اقبالؒ کے ایک بھی شعر کا مطلب نہیں بتا سکتیں۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۱۵ نومبر ۹۱ء)

بقیہ صفحہ ۵ سے آگے

بھی بناؤ۔ اور جس طرح زراعت والے آپ کو نالی صاف کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اسی طرح دماغ کی نالیاں بھی صاف رکھو تا کہ پانی کے ٹھہرنے سے عفونت پیدا نہ ہو اور کثرت خیال مچھروں کی پرورش گاہ نہ بن جائے اور اس میں تازگی رہے۔ سیکرٹری صاحب کے افتتاحیہ الفاظ پہلے فقرے کو چھوڑ کر مجھے بہت پسند آئے۔ پہلا فقرہ بھی کوئی ایسا برا نہیں انہوں نے میرے متعلق کہا ہے کہ عدل و انصاف کی دنیا میں تو معروف تھا۔ اب "کچھ عرصے سے" عوام میں بھی مقبول ہو چلا ہوں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ "کچھ عرصے سے" پہلے میں خاکم بدہن غیر مقبول تھا۔ غالباً ایسے ہی موقعہ پر خاکم بدہن کہتے ہیں۔ یعنی میری کیا مجال کہ اپنے متعلق ایسی گستاخی کروں۔ بہر حال میرا اشارہ اس سے اگلے جملوں کی طرف ہے جو اس طرح پر ہیں کہ عوام کے نمائندوں کی عدم موجودگی میں۔ میری تقریریں عوام کے اندرونی خیالات کی ترجمانی کرتی ہیں، کیونکہ قدرت کو خلا منظور نہیں۔ یہ آخری خیال کہ قدرت کو خلا منظور نہیں۔ ایک گہرا خیال ہے۔ اور اب تک میرے رمیدہ خیالات اس سے دوچار نہیں ہوئے۔ اب سوچا تو معلوم ہوا کہ قدرت کو خلا پُر کرنا بھی منظور ہے اور میزان کا قائم رکھنا بھی۔ اور ان دونوں باتوں کا ایک ہی مطلب ہے۔ یوں تو سورۃ رحمٰن سینکڑوں دفعہ پڑھی اور سنی۔ مگر سیکرٹری صاحب کی افتتاحیہ تقریر سے اس کے بعض حصوں کی اہمیت واضح ہونے لگی ہے "خدا نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بیان کرنا سکھایا" اور آپ اگر اپنا درد دل بیان نہ کر سکیں تو گویا اپنی پیدائش کا منشا پورا نہیں کرتے۔ اس سے بعد کی آیات میں تین دفعہ میزان کا ذکر آیا ہے۔ آسمان کو اونچا کر کے انسان کیلئے توازن کا اصول قائم کر دیا۔ تا کہ میزان عدل میں کجی نہ آئے۔ اور فرمایا کہ توازن کو انصاف کے ساتھ قائم کرو۔ اور میزان کو خسارے میں نہ ڈالو۔ مگر جہاں قدرت نے آپ پر میزان کی اہمیت اتنی صراحت سے کی ہے۔ وہاں اس کا بھی خیال رکھا ہے کہ بعض دفعہ آپکے خیالات میں طغیانی آجاتی ہے اور دیگر چیزوں کے ساتھ خودداری کا مال و متاع بھی بہہ جاتا ہے۔ اس لیئے قدرت نے آپکی سرشت میں بھی توازن رکھا تا کہ اپنے کردار کے باوجود آپ ڈوب نہ جائیں۔ بلکہ تیرتے رہیں۔ مجھے نہ سیاست سے کام ہے نہ سیاست کو سمجھتا ہوں۔ البتہ اس بات کو بہت اہمیت دیتا ہوں کہ لوگ بزدل نہ ہو جائیں ان کے حوصلے پست نہ ہوں اور ان کے خیالات دبا کر ان کے جذبہ انسانیت کو مجروح نہ کریں۔

مگر اے اصحاب کہف! مجھے اب تک یہ نہ معلوم ہو سکا کہ آپکی کل تعداد کتنی ہے۔ بعض کہتے ہیں آپ تین ہیں اور چوتھا آپ کا کتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ پانچ ہیں اور چھٹا آپکا کتا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ سات ہیں اور آٹھواں آپ کا کتا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ مگر کتا ہر حالت میں آپ کے ساتھ ہے۔ اور اگرچہ کتا ایک وفادار جانور ہے اور آپ کو بنیادی اصولوں سے جو خدا نے آپ کی پیدائش کے ساتھ تخلیق کئے تھے وفاداری سکھاتا ہے وہ کبھی کبھی باؤلا بھی ہو جاتا ہے اور کاٹتا بھی ہے۔ ایک شخص کو باؤلے کتے نے کاٹا۔ ڈاکٹر نے کہا میں انجکشن تو لگا دیتا ہوں۔ مگر پھر بھی آپ پر باؤلے پن کا اثر ہو جانے کا احتمال ہے اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ نوبت آپ کے وصال تک پہنچ جائے بہر حال میں شام کو پھر آؤں گا۔ شام کو گیا تو دیکھا کہ وہ شخص زور شور سے کاغذ پر کچھ لکھ رہا ہے۔ ڈاکٹر سمجھا کہ وصیت لکھ رہا ہے۔ خوش ہو کر کہا آپ بڑے سمجھ دار انسان ہیں یہ اچھا ہے کہ آپ مرنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس نے کہا مجھے باؤلے کتے نے کاٹا ہے کہ میں وصیت لکھوں؟ میں تو ان لوگوں کی فہرست بنا رہا ہوں جنہیں میں باؤلا ہو کر کاٹوں گا۔

حضرات! میں بھی کچھ ایسا ہی محسوس کرنے لگا ہوں۔ اس لیئے بہتر ہو گا کہ آپ سے رخصت لوں۔

(پندرہ روزہ "المصلح" کراچی ۱۶ جولائی تا ۱۵ اگست ۹۱ء)

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

نظام ہے مذہب سے اس کا کوئی ٹکراؤ نہیں۔ حالانکہ مذہب نام ہے دعوت الی اللہ کرنے کا۔ مذہب نام ہے ایک دوسرے کو خدا تعالیٰ کے احکام پہنچانے کا۔ خواہ یہ تقریر کے ذریعہ ہو یا تحریر کے ذریعے ہو لٹریچر کے ذریعے ہو یا کتابوں کے ذریعے ہو مگر کمیونزم تو کسی انسان کے پاس کوئی زائد روپیہ چھوڑتا ہی نہیں پھر ایک مذہبی آدمی ٹریکٹ کس طرح چھپوائے اور کتابیں کس طرح ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلائے اس پابندی کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ مذہب کی اشاعت رک جائے اور لامذہبیت کا دور دورہ ہو جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفینِ نو

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام واقفینِ نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

علی احمد ابن فاضل ملک
ربوہ

عدیلہ رفعت بنت صالح حسین
صادق پور

علی مرتضیٰ ابن محمد اسرار
فریڈ ٹاؤن ساہیوال

عرفان احمد ابن اسرار الحق
کوٹلی آزاد کشمیر

مرتضیٰ محمود ابن ارشد محمود
موزنگ ضلع گجرات

عدنان احمد ابن محمد یٰسین
ربوہ

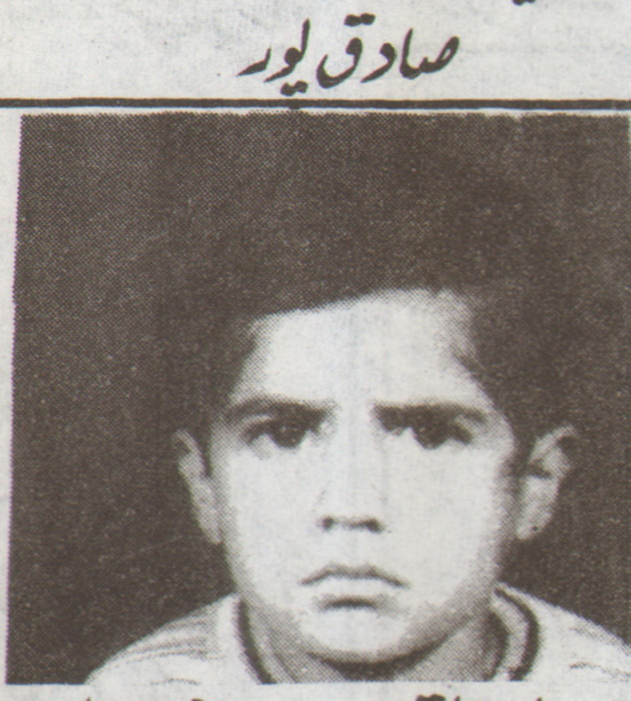
عطاء القدیر ابن رانا منور احمد
ربوہ

عطاء الناصر ابن عبد الباسط
فیصل آباد

عفیفہ باجوہ ابن چوہدری محمد
اسلم باجوہ، داتا زید کا ضلع سیالکوٹ

عمران جاوید ابن محمد اصغر
ربوہ

عدنان احمد ابن اسد اللہ
دار العلوم جنوبی ربوہ

عبد الرزاق ابن محمد اکرم
صادق پور

عدیل احمد ابن مقصود احمد کوٹ غلام محمد
ضلع تھرپارکر سندھ

عاصمہ ارم بنت طارق منظور
کنری سندھ

عبد الرؤف سہیل ابن گل محمد
ربوہ

عبد الحسیب بھٹی ابن عبد الرشید بھٹی
میرپور خاص سندھ

علی رضا ابن ملک اعجاز احمد
احمد نگر ضلع جھنگ

علی اقتدار ابن پروفیسر شاہد احمد
باجوہ۔ بھائی ڈیرہ۔ ربوہ

عامر بشیر ابن بشیر احمد
ڈھونیکی سڑکپورہ وزیر آباد

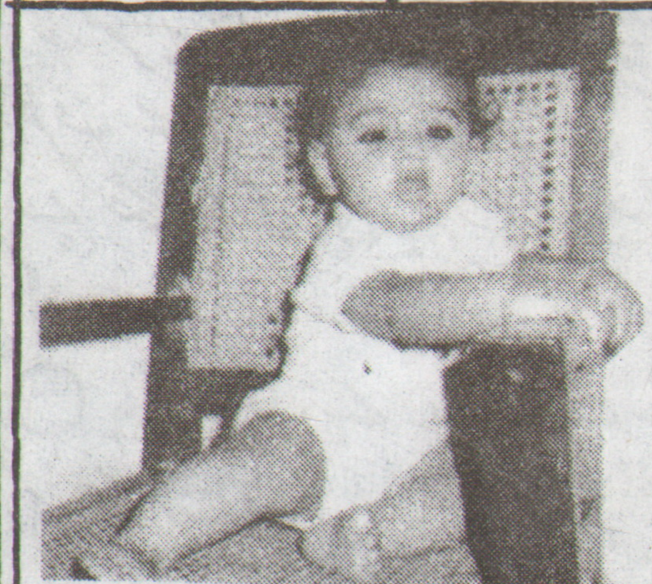
عابد احمد مظفر ابن عبد الغفور
کنری سندھ

عاطف بشیر ابن بشیر احمد
9/10 دار الصدر غربی ربوہ

عطاء الحیٔ ابن عزیز احمد
چک 194/R.B ضلع فیصل آباد

عدیل احمد ابن لطیف احمد بھٹی
دار البرکات ربوہ

عبد الرزاق ابن مظفر احمد نوید
کنری سندھ

عبد الماجد ابن عبد السلام
نوکوٹ سندھ

عبد المنان ابن چوہدری عبد الواسع
چک ۹۸ شمالی ضلع سرگودھا

عطاء الرحمٰن ابن عزیز الرحمٰن
محمود آباد تھرپارکر سندھ

عتیق احمد ابن منور احمد
ربوہ

عمیر احمد ابن چوہدری بشارت بھٹی
ربوہ

غلام مرتضیٰ ابن غلام احمد گوندل
ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ ہم انقلاب کے ذریعے پاکستان کی تقدیر بدل دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ پی ڈی اے والے چوروں اور ڈاکوؤں کے سرپرست ہیں اپنے چیلوں کو سرعام پھانسی لگتا نہیں دیکھ سکتے۔ راجن پور میں جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ملک توڑنے اور خزانہ لوٹنے والوں کو وہاں پہنچائیں گے جہاں ان کی جگہ ہے۔

○ بھارت کا دورہ کرنے والے امریکی نائب وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ پاکستان دہشت گردی کی حمایت کر رہا ہے۔ بھارتی لیڈروں سے خفیہ مذاکرات کے بعد نائب وزیر خارجہ مسٹر بارتھولومیو واپس چلے گئے۔

○ پیپلز پارٹی کے ترجمان نے کہا ہے کہ ۱۹ نومبر کو محترمہ بے نظیر بھٹو کے قافلے پر حملہ کیا گیا۔ سندھ انتظامیہ کو قائد حزب اختلاف کے دورے کی پہلے سے اطلاع دی گئی تھی لیکن انتظامیہ نے کوئی حفاظتی اقدام نہ کیا۔ ترجمان نے کہا کہ نوڈیرو پر بار بار راکٹوں سے حملے ہو رہے ہیں۔

○ پیٹرولیم کے بارے میں بین الاقوامی سیمینار کے بعد ایک ارب ستر کروڑ ڈالر کی سرمایہ کاری کی پیشکش دو کمپنیوں کی طرف سے کی گئی ہے۔ غیر ملکی کمپنیوں نے حکومت کی نئی پیٹرولیم پالیسی کی تعریف کی ہے۔

○ پانی و بجلی کے وزیر مملکت نے کہا ہے کہ حکومت سرما میں لوڈشیڈنگ کا ارادہ نہیں رکھتی اس کی بجائے معروف اوقات میں بجلی کے نرخ بڑھا دیئے جائیں گے۔

○ حکومت نے لاہور کے ٹیلی فون ایکسچینج کی مسلسل خرابیوں کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے جنرل مینجر لاہور ایجنسی کا فوری طور پر تبادلہ کر دیا گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ لاہور میں تھری زیرو کا بار بار خراب ہونے پر انہیں وارننگ دی گئی تھی۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے متناسب نمائندگی کی بنیاد پر نئے سیاسی نظام کی تجویز پیش کر دی ہے۔ لاڑکانہ ڈویژن میں پیپلز پارٹی کے کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ میرے خلاف خواہ کتنے ہی ریفرنس دائر کئے جائیں یا مجھے نااہل قرار دے دیا جائے میں جمہوریت اور عوامی حقوق کے لئے جدوجہد جاری رکھوں گی۔

○ متناسب نمائندگی کے انتخابات کے بارے میں ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ اس سے قوم کو سمگلروں اور وڈیروں سے نجات مل جائے گی۔ پی ڈی اے کے سیکرٹری خورشید محمود قصوری نے کہا ہے کہ یہ ایک صحت مندانہ سوچ ہے۔

○ سکھر کے ایک ہوٹل میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے بیگم نصرت بھٹو نے کہا ہے کہ مصطفےٰ کھر آستین کا سانپ ہے، جتوئی بلیک میلر ہے، نواز شریف ضمیر خریدنے کا ماہر ہے اس لئے عدم اعتماد کی تحریک کامیاب نہیں ہو گی انہوں نے کہا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ غلام اسحاق خان کے ہاتھ بھٹو کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔

○ واپڈا کے چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل زاہد علی اکبر نے اپنی سبکدوشی کے خلاف دائر کردہ رٹ درخواست واپس لے لی ہے۔ یہ تنازعہ افہام و تفہیم سے طے ہو گیا ہے۔ وفاقی حکومت اپنا نوٹیفیکیشن واپس لے لے گی۔ جنرل زاہد علی اکبر اپنی مدت ملازمت پوری کریں گے۔

○ وفاقی حکومت کی طرف سے کالا باغ ڈیم کے منصوبے پر اے این پی کی اعلیٰ ترین قیادت کو چھ گھنٹے طویل بریفنگ دی گئی۔ جس میں کالا باغ ڈیم کے فوائد بتائے گئے لیکن اس کے باوجود خان عبدالولی خان اور اے این پی کے دوسرے لیڈر مطمئن نہ ہوئے اس بریفنگ میں سرحد کے وزیراعلیٰ میر افضل خان بھی موجود تھے۔ وزیراعظم نے بھی اس دوران فون پر وزیراعلیٰ اور عبدالولی خان سے بات چیت کی۔ مگر اے این پی کے قائدین کو مطمئن کرنے میں ناکامی ہوئی۔

○ ریلوے کے کرایوں میں اضافے کے بارے میں ورلڈ بنک کی تجویز مسترد کر دی گئی ہے۔

○ آزاد کشمیر کے سابق وزیراعظم ممتاز حسین راٹھور نے الزام لگایا ہے کہ ۴۴ سال میں پہلی مرتبہ تین بھارتی افسروں نے آزاد کشمیر کا دورہ کیا۔ سرحدی علاقوں اور کوہالہ میں گیا انہوں نے الزام لگایا کہ کشمیر کو تقسیم کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔

○ اے این پی سے تعلق رکھنے والے وفاقی وزیر غلام احمد بلور نے وفاقی وزیر اعجاز الحق کو انتباہ کیا ہے کہ ہم اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے۔ مسٹر اعجاز الحق نے ولی خان اور باچا خان کے خلاف بیان دیا تھا۔ اسی طرح اے این پی کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات زاہد خان نے کہا ہے کہ پاکستان کی تاریخ کے بدترین ڈکٹیٹر کے بیٹے کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ قابل احترام سیاسی لیڈروں کے بارے میں نازیبا کلمات کہے۔

غیر ملکی خبریں

○ اسرائیل نے ایک لبنانی گاؤں پر حملہ کر کے ایک دس سالہ لڑکی کو ہلاک اور تین بچوں کو زخمی کر دیا۔ اسرائیلی فوج نے کئی گھروں کو تباہ کر دیا۔ اسرائیلی فوجی بچی کے باپ کو پکڑ کر لے جانے لگے تو بچی نے مزاحمت کی جس پر اسرائیلی فوجیوں نے اسے گولی مار دی۔

○ لبنان میں ۴۸ ویں یوم آزادی کے موقع پر فوجی پریڈ کا مظاہرہ ہوا۔ فوج پولیس اور سول ڈیفنس کے عملے نے ہلکے اور بھاری اسلحہ کی نمائش کی۔ ۱۹۸۲ء کے بعد یہ لبنان میں پہلی تقریب تھی۔

○ یوگوسلاویہ میں جنگ بندی کے حریف فریق ایک بار پھر جنگ بندی پر متفق ہو گئے ہیں۔ اس معاہدے میں برطانیہ کے نمائندے نے سربیا اور کروشیا کے سربراہوں سے مل کر معاہدہ طے کروایا۔ اس وقت کروشیا کے ایک تہائی حصے پر وفاقی فوج کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ہزاروں کروشین باشندے گھر بار چھوڑ کر کروشیا کے دارالحکومت زاغرب میں جمع ہو گئے ہیں۔ ہزاروں دیگر کروشین باشندے محفوظ مقامات کی طرف جا رہے ہیں۔ متعدد خاندان دو ماہ سے عارضی پناہ گاہوں میں ہیں۔

○ ایتھوپیا کے فوجی انقلاب کے بعد ملک چھوڑ کر جانے والے پچاس ہزار افراد واپس آنا شروع ہو گئے ہیں۔

○ اقوام متحدہ کے نومنتخب سیکرٹری جنرل مسٹر بطروس غالی نے فرانس کے ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ مشرق وسطیٰ کے مسئلے پر فریقین کو افہام و تفہیم اور لچک کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔

○ روس کی دو ریاستوں آرمینیا اور آذربائی جان کے درمیان جنگ شروع ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ آرمینیا کے چھاپہ ماروں نے آذربائی جان کا ہیلی کاپٹر گرا دیا ہے۔ آذربائی جان کے صدر نے اس واقعہ پر غور کرنے کے لئے سوویت پارلیمنٹ کا اجلاس طلب کرنے کا مطالبہ کر دیا ہے۔ جبکہ آرمینیا کے صدر نے کہا ہے کہ اجلاس کے انعقاد کو اعلان جنگ سمجھا جائے گا۔

○ لیبیا اور امریکہ نے طیارہ گرانے کے مسئلے پر مصر کی ثالثی کی پیشکش قبول کر لی ہے۔

ربوہ اور ربوہ کے گرد و نواح میں ہر قسم کی
جائیداد کی خرید و فروخت
ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ آفس: ۵۲۱

ضرورت ہے!
ڈیری فارم و زرعی فارم میں جو منڈی فیض آباد — شرق پور شریف کے قریب واقع ہے۔ ایک منشی کی ضرورت ہے۔ جو زرعی فارم اور ڈیری فارم کے کام کا تجربہ رکھتا ہو۔ معقول تنخواہ اور رہائش دی جائے گی۔ اپنے امیر یا صدر کی تصدیق کے ساتھ ذیل کے پتہ پر ملیں یا لکھیں۔
این اے راشد
۳۵۴، واحد روڈ کوٹ عبدالمالک
شیخوپورہ روڈ لاہور ☎ ۷۱۱۲۴۳ / ۲۵۲۱۹۳

پتہ